بھوپال اجتماع (دسمبر ۲۰۲۳ء) میں

علمائے کرام کی مجلس کے ایک بیان کا علمی جائزہ

اللہ تعالی کے خبر دینے کے باجود حضرت موسی علیہ السلام کے اندر وہ کیفیت پیدا نہیں ہوئی تھی جو انقلاب کے لیے ناگزیر اور لازم ہے۔ (نعوذ باللہ)

از
مفتی خضر محمود قاسمی
مہتمم جامعہ فاروقیہ ہریور، کرناٹک
9538740400

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولوی سعد صاحب نے بھوپال اجتماع (دسمبر ۲۰۲۳ء) میں جو بیانات کیے ہیں، ان میں بے شمار باتیں قابل اشکال ہیں، افسوس اور رنج کی بات یہ ہے کہ انھوں نے ایک بار پھر حضرت موسی علیہ السلام کی شان اقدس میں بے ادبی کی ہے، اس سے پہلے دسیوں سال تک وہ حضرت موسی علیہ السلام پر دعوت چھوڑنے کا الزام لگاتے رہے اور بنی اسرائیل کی گمراہی کا سبب حضرت موسی علیہ السلام کی خلوت کو گردانتے رہے، اب انھوں نے کوہ طور سے واپسی کا قصہ چھیڑا ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کو ان کی قوم کی گوسالہ پرستی کی خبر دی؛ لیکن اس خبر سے حضرت موسی علیہ السلام کے اندر وہ کیفیت پیدا نہیں ہوئی جو انقلاب کے لیے ناگزیر اور ضروری ہے۔ (نعوذ باللہ)

پہلے مولوی سعد صاحب کا بیان ان کے الفاظ میں پڑھیے:

جس کیفیت کی ضرورت ہے انقلاب کے لیے، جس کیفیت کی ضرورت ہے انقلاب کے لیے، وہ اللہ کی قسم میرا پنجاب جا کر اس کا (ارتداد کی حالت کا) معائنہ کیے بغیر یہ کیفیت میرے اندر پیدا نہیں ہوسکتی اور کیسے ہوسکتی ہے جب موسی علیہ السلام کے اندر بھی یہ کیفیت اللہ کے خبر دینے سے پیدا نہیں ہوئی، آپ میری بات پر پوری توجہ دیں گے، میں کچھ کہنا چاہتا ہوں، آپ اخبار و ذرائع سے اور رسائل سے اس بات کو پہنچا کر لوگوں تک کہ ارتداد آ رہا ہے، دعا کریں، میں ایک صاحب کی ملاقات کے لیے چلا گیا کسی کے ساتھ، انھوں نے میرے سامنے اُن بزرگ سے یہ کہد یا کہ حضرت دعا کیجیے گا وہ پنجاب کے علاقے میں ارتداد آ گیا ہے، میرے سے کہاں خاموش رہا جاوے، اس دعا سے کیا ہوگا، میں دعا کر دوں ،آپ دعا کر دیں، اس سے کیا ہوگا، آپ کے یہاں بیٹھے رہنے سے، میرے خبر سن لینے سے وہ کیفیت تو پیدا ہی نہیں ہوگی جو انقلاب کے لیے ناگزیر ہے، لازم

ہے،تو وہ صاحب جو میرے ساتھ تھے،ان کو ذرا سا ناگوار ہوا،لیکن میرا پھر دل چاہا کہ میں بات کروں،تو میں نے بات کی تو وہ شیخ رو رہے تھے،آنسو سے رو رہے تھے،میں نے عرض کیا، ماشاء اللہ عالم، میں نے عرض کیا، میں نے کہا حضرت!مشکاۃ شریف کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے صاف صاف فرمایا: لیس الخبر کالمعاینۃ، خبر معاینہ کے برابر نہیں ہو سکتی، یہاں سے روایت شروع ہو رہی ہے،آپ ماشاء اللہ علماء ہیں، جانتے ہوں گے،آپ کا علم مستحضر بھی ہے،تازہ بھی ہے،آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کے بچھڑے کی عبادت پر جمع ہونے کی خبر اللہ نے خود دی ہے موسی علیہ السلام کو،لیکن موسی میں اس خبر کے ملنے پر وہ کیفیت نہیں پیدا ہوئی جو کیفیت جا کر قوم کے حال کا معاینہ کر کے پیدا ہوئی، پڑھیے آپ روایت۔

خبر اور مشاہدہ کے اثر کا فرق ایک بدیہی چیز ہے؛لیکن اس عام اور بدیہی مضمون کو بیان کرنے کے لیے مولوی سعد صاحب نے اپنی کم علمی کی وجہ سے ایک بار پھر حضرت موسی علیہ السلام پر ایک خطرناک الزام عائد کر ڈالا کہ انقلاب کے لیے جو کیفیت ناگزیر اور لازم ہے،موسی علیہ السلام کے اندر یہ کیفیت اللہ تعالی کے خبر دینے سے پیدا نہیں ہوئی (نعوذ باللہ) مولوی سعد صاحب قسمیں کھا کر انقلاب پیدا ہونے کے لیے جس کیفیت کے ناگزیر اور لازم ہونے کی بات کر رہے ہیں ظاہر ہے کہ وہ اختیاری کیفیت ہے،کیا اللہ تعالی کے خبر دینے کے باوجود موسی علیہ السلام کے اندر یہ اختیاری کیفیت پیدا نہیں ہوئی تھی؟ حالانکہ قرآن کا صاف اعلان ہے کہ اللہ تعالی کے خبر دینے سے حضرت موسی علیہ السلام کے اندر غضب و افسوس کی کیفیت پیدا ہو چکی تھی،آپ اسی غصہ و رنج کی کیفیت کے ساتھ واپس ہوئے، پھر مشاہدہ کے بعد قوم کی حالت دیکھ کر بے خود ہو گئے اور غیر اختیاری کیفیت طاری ہو گئی۔

مولوی سعد صاحب نے اپنے بیان میں قرآن کریم کی جس آیت کا ذکر کیا ہے،اس کی صحیح

تفسیر سمجھنا ضروری ہے، قرآن کریم کی آیت یہ ہے:

وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَى إِلَى قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِين، قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ. (سورہ اعراف)

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

موسی علیہ السلام کے قوم کو متنبہ فرمانے کا قصہ یہ ہوا کہ جب موسی علیہ السلام اپنی قوم کی طرف طور سے واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے؛ کیونکہ ان کو وحی سے یہ معلوم ہو گیا تھا، سورہ طہ میں ہے: قال فانا قد فتنا الی آخرہ، تو اول قوم کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا کہ تم نے میرے بعد یہ بڑی نامعقول حرکت کی، کیا اپنے رب کے حکم آنے سے پہلے ہی تم نے ایسی جلد بازی کر لی، میں تو احکام ہی لینے گیا تھا، اس کا انتظار تو کیا ہوتا اور پھر حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے، اس دینی حمیت کے جوش میں جلدی سے توریت کی تختیاں تو ایک طرف رکھی اور جلدی میں ایسے زور سے رکھی گئیں کہ دیکھنے والے کو اگر غور نہ کرے تو شبہ ہو کہ جیسے کسی نے پٹک دی ہوں اور ہاتھ خالی کر کے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کا سر یعنی بال پکڑ کر ان کو اپنی طرف گھسیٹنے لگے کہ تم نے کیوں پورا انتظام نہ کیا اور چونکہ غلبہ غضب میں ایک گونہ بے اختیاری ہو گئی تھی اور غضب بھی دین کے لیے تھا، اس لیے اس بے اختیاری کو معتبر قرار دیا جائے گا اور اس اجتہادی لغزش پر اعتراض نہ کیا جائے گا، ہارون علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے ماں جائے (بھائی) میں نے اپنی کوشش بھر بہت روکا؛ لیکن ان

لوگوں نے مجھ کو بے حقیقت سمجھا اور بل کہ نصیحت کرنے پر قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں تو تم مجھ پر سختی کر کے دشمنوں کو مت ہنسواؤ اور مجھ کو برتاؤ سے ان ظالم لوگوں کے ذیل میں مت شمار کرو کہ ان کی سی ناخوشی مجھ سے بھی برتنے لگو، موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی سے دعا کی اور کہا کہ اے میرے رب! میری خطا گو وہ اجتہادی ہو معاف فرما دے اور میرے بھائی کی بھی کوتاہی جو ان مشرکین کے ساتھ معاملہ متارکت میں شاید ہوگئی ہو۔ (بیان القرآن)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کے خبر دینے ہی سے حضرت موسی علیہ السلام کے اندر غصہ اور رنج کی اختیاری کیفیت پیدا ہوگئی تھی اور قوم کے پاس پہنچنے کے بعد حضرت موسی علیہ السلام کے اندر جو کیفیت طاری ہوئی تھی وہ غلبہ غضب کی وجہ سے غیر اختیاری تھی، اسی لیے توریت کی تختیاں ایک طرف رکھنے اور بھائی ہارون علیہ السلام کے ساتھ سلوک کو دینی حمیت کی وجہ سے قابل اشکال نہیں مانا گیا۔

وائے افسوس! ایک طرف تو اہل علم قوم کی گوسالہ پرستی کے مشاہدہ کے بعد طاری ہونے والی کیفیت کو غیر اختیاری قرار دے رہے ہیں اور اس سے صادر ہونے والے افعال کی توجیہ بتا رہے ہیں اور دوسری طرف مولوی سعد صاحب اسی غیر اختیاری کیفیت کو اصلاح کے لیے ناگزیر اور لازم قرار دیتے ہوئے موسی علیہ السلام پر الزام لگا رہے ہیں کہ اللہ تعالی کے خبر دینے سے آپ کے اندر وہ کیفیت پیدا نہیں ہوئی جو انقلاب کے لیے ناگزیر اور لازم ہے۔ (نعوذ باللہ من ذلک) کیا کسی اولوالعزم نبی کے بارے میں یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالی ان کو براہ راست ان کی قوم کی گمراہی کے بارے میں بتلائیں، اس کے باوجود نبی کے اندر وہ کیفیت پیدا نہ ہو جو قوم کی اصلاح کے لیے ضروری ہے؟ بعد میں طاری شدہ کیفیت جو امر زائد ہے، اس کی عدم موجودگی سے اصلاح انقلاب کے لیے ضروری کیفیت کی نفی کرنا اور وہ بھی نص قرآنی کے برخلاف کتنی بڑی جرءت ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔

مولانا نے مشکاۃ کی جس روایت کا ذکر کیا ہے، وہ یہ ہے:

عن ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " ليس الخبر كالمعاينة إن الله تعالى أخبر موسى بما صنع قومه في العجل فلم يلق الألواح فلما عاين ما صنعوا ألقى الألواح فانكسرت

یہاں حضور ﷺ نے خبر اور مشاہدہ کے اثر کا فرق بیان فرماتے ہوئے مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا ہے، مولوی سعد صاحب نے اس حدیث کی تشریح میں جو کچھ اجتہاد کیا ہے، اس کا حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے، حدیث میں کہیں بھی یہ مضمون نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خبر دینے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اندر وہ کیفیت پیدا نہیں ہوئی جو انقلاب کے لیے ناگزیر اور لازم ہے، یہ مولوی سعد صاحب کی حدیث کے نام سے غلط بیانی ہے اور حدیث کے اندر اپنی طرف سے اضافہ ہے۔

پھر مولانا نے بھرے مجمع میں ایک شیخ کو متنبہ کرنے کا جو واقعہ ذکر کیا ہے، اس کو سوائے لسانی کے اور کیا کہا جا سکتا ہے، کون نہیں جانتا کہ جو شخصیت صاحب دل ہو، ارتداد کے حالات ان کے صرف علم میں آجانا بسا اوقات وہ انقلاب پیدا کر دیتا ہے، جو بے حس لوگوں کے ہزار مشاہدہ کے بعد بھی نہیں ہو سکتا اور اہل اللہ کی دعائیں بے حس لوگوں کی ہزار کوششوں پر بھاری ہو جاتی ہیں، لیکن اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے دعوت وعزیمت کی تاریخ سے واقف ہونا ضروری ہے۔

الغرض! ایک اولوالعزم پیغمبر کے بارے میں اصلاح کے لیے ضروری کیفیت پیدا نہ ہونے کا الزام کتنا سنگین الزام ہے، وہ بالکل ظاہر و باہر ہے۔